خیالِ قوسِ
(قطعات)
یوسف خالد

قوسِ خیال

یوسف خالد

ادارہ مطبوعات، پاکستان

قوسِ خیال

یوسف خالد

۱۰۔ مدینہ ٹاؤن، سرگودھا

اہتمام اشاعت: ردیف فورم

اشاعت اول: 2020ء

تعداد: 500

کمپوزنگ: بلال احمد

پرنٹرز: تسکینِ ذوق پرنٹرز، لاہور

قیمت: 400 روپے

Qaus-e-Khayal
Yousaf Khalid

Copyright: 2020 - 1st Edition

Published by:
Idara Matbuat Pakistan

Price:
Pakistan: Rs. 400.00
Abroad: US $ 20.00, Euro 16.00, Pound 8.00

All rights reserved by the writer.

قمر ریاض کے نام

یوسُفؔ خالد کی حُسنِ تیقُّن کی آئینہ دار شاعری

اردو ادب کے بنیاد گزاروں میں سرِ فہرست امیر خسروؔ کا نام آتا ہے۔ جب کہ باقاعدہ اوّلیں صاحبِ دیوان شاعر محمّد علی قطبؔ شاہ، لطف النّسا امتیازؔ اور ماہ لقا چندا بائی ہیں۔ بعد از آں ولی، میرؔ اور غالبؔ تخلیق کارانہ سطح پر اردو شاعری کی ترویج و فروغ میں پیش پیش رہے۔

اردو غزل دراصل قصیدہ کا ایک جُزو ہے (جو بعد ازیں علیحدہ صنفِ سخن کی حیثیت سے اُمّ الاصناف قرار پائی)۔ قطعہ غزل کے جُزو کی حیثیت سے بھی رائج رہا۔ قطعہ چہار مصرعی صنفِ سخُن ہے، جس کے دو سے زیادہ مربوط اشعار کی تعداد متعین نہیں اور قطعہ رباعی کی بحور کے علاوہ کسی بھی بحر میں کہا جا سکتا ہے۔ اوائل میں رباعی کی طرح قطعہ بھی متصوّفانہ اور فلسفیانہ مضامین تک محدود رہا، مگر وقتِ گذراں کے ساتھ اِن ہر دو اصناف میں مخصوص مضامین کی پابندی رواج نہیں پا سکی، یعنی اب غزل کی طرح رباعی اور قطعہ کی صِنف میں بھی ہر نوع کا مضمون آئینہ بند کیا جا سکتا ہے۔ کلاسیکی اساتذہ میں بیش تر نے دیگر اصناف کے ساتھوں ساتھ، رواج کے مطابق اِکّا دُکّا قطعات بھی کہے مگر قطعہ نگاری کو صحیح معنوں میں اکبرؔ الہ آبادی اور حالیؔ نے باقاعدہ شعری اظہاریت کے لئے منتخب کیا اور اس میں میں حکیمانہ ناصحانہ اور ظریفانہ مضامین موضوعات اور خیالات کو خوش قرینگی سے برت کر اس صنف کو جالبِ توجّہ بنایا۔

یوسُفؔ خالدِ مشق آموز شاعر ہیں، ان کا زیرِ مطالعہ تخلیقی اَعجاز" قوسِ خیال" روایت کی توثیق پائے ہوئے قطعات کو محیط ہے ۔قبل از یں موصوف کے پانچ مجموعے شائع ہو کر ہائے وائے سے بہرہ ور ہو چکے۔

یوسفؔ خالد نے اپنے قطعات میں ہاوہُو ،نعرہ بازی اور واشگاف گوئی سے اجتناب کرتے ہوئے فنّی معیارات کے ملحوظات کی پاس داری کے ساتھ جمال کارانہ اظہارات اور انفرادی خصوصیات کے تخلیقی جوازات فراہم کیے ۔ بدیں وجہہ اُن کے نغماتِ دل نشیں (قطعات) کے خیال کی راہ داریوں میں شبنمی احساس کی خوش بُو اور خوش پوش آرزو خرامیدہ دکھائی پڑتی ہے۔

اُس گُل بدن کے زاویے، قوسیں کمال تھیں
بارش میں بھیگتا ہوا شعلہ، غضب کا تھا
اب تک مِرے خیال کی پرچھائیوں میں ہے
وہ خواہشِ وصال کا لمحہ غضب کا تھا

تم نے بے وجہہ کیا ترکِ تعلّق مجھ سے
تم نے بے وجہہ مِری آنکھ کو نم ناک کِیا
تم نے اک شبنمی احساس پہ مٹّی ڈالی
تم نے اک ہنستے ہوئے چہرے کو غم ناک کِیا

اُس کے لبوں سے جھڑتے رہے پھول اور ہم
رنگوں میں کھو گئے، کبھی خوش بُو میں کھو گئے
اُس مہ جبیں کو اُجلے تصوُّر میں ڈھال کر
ہم خواہش وصال کی بانہوں میں سو گئے

تصویر اُس کی دیکھ کے محسوس یوں ہوا
چھڑکی ہو جیسے اوس کسی نے گلاب پر
چہرہ کِھلا ہوا ہے تبسُّم کے نُور سے
جیسے حَسین ہالہ ہو اک ماہ تاب پر

یوسفؔ خالد کے شجرِ کلام کی شاخ شاخ پر حیرت کی کونپلیں پھوٹی پڑتی ہیں۔ خدا لگتی تو یہ ہے کہ انھوں نے اپنے قطعات میں دُر ریزیاں کرتے ہوئے ایسی ایسی بہاریں نکالیاں ہیں کہ باید وشاید۔ آنکھوں کے خیمے میں انتظار کی تصویر کاری کرنا اُنھی کا فنّی معجزہ ہے۔

اک انتظار لکھتا رہا ساحِلوں پہ نام
اک بے رخی کی موج مِٹاتی چلی گئی
آنکھوں میں پھیلتا گیا لاحاصلی کا رنگ
پلکوں پہ یاد ۔ دیپ جَلاتی چلی گئی

پلکوں کے آگے سچ گئیں شفّاف جھالریں
آنکھوں میں کس کے ہجر نے ساون بہا دیئے
وہ کون تھا جو دھڑکنیں بھی ساتھ لے گیا
کس کے ملن کی آس کے امکاں مٹا دیئے

تقاضا تجھ سے مِلنے کا تو ہے،لیکن بس اِتنا سا
جو تجھ سے بات کہنا چاہتا ہوں، بات ہو جائے
تجھے مِلنے کی عَجلت میں کسی دن کاش ایسا ہو
کہ مَیں جھنجھلا کے دن کو رات کہہ دوں، رات ہو جائے

یوسفؔ خالِد کے عسیر الفہم قطعات میں برتے ہوئے الفاظ سے ان کے معانی رُو گرداں نہیں بَل کہ جہاں تہاں انھوں نے گئے دنوں کی خوش بُو، نئے دنوں کے شعور، جمالیاتی ملحوظات اور آفاق آگاہی کے باوصف نشاطِ فن کا سامان باہم کیا۔

بے خیالی میں ہیں خیال اِتنے
بے خیالی خیال ہو جیسے
ہر کوئی سَر پکڑ کے بیٹھا ہے
زندگی اک سوال ہو جیسے

آگہی کے واسطے آزار ہے
جانے کیا منظر پسِ دیوار ہے
جانے کیسا بھید ہے، کُھلتا نہیں
اک ہیولا دُھند کے اُس پار ہے

بلندی کا تصوُّر رفتہ رفتہ
سمٹ کر پستیوں تک آ گیا ہے
خدا محفوظ رکّھے ہر بلا سے
کہ جنگل بستیوں تک آ گیا ہے

زمانۂ موجودہ میں جہاں رباعی اور قطعہ کہنے کا رواج دَم توڑتا جاتا ہے، ایسے میں یوسفؔ خالد نے رئیسؔ امروہوی، انورؔ مسعود، جونؔ ایلیا اور انور شعورؔ کی طرح کمال درجہ مہارت سے اس صنف میں نئی روح پھونکنے کی سعیِ جمیلہ کی، جس پر یوسفؔ خالد بجا طور پر سزاوارِ مدیح ہیں۔ حُسنِ تیقُّن کی آئینہ دار شاعری کے اس شعری مجموعہ "قوسِ خیال" پر اُنھیں کشادہ خاطری سے ہدیّۂ تبریک پیش ہو۔

پرویز ساحرؔ۔ ایبٹ آباد، پاکستان
مرقومہ بہ تاریخ اٹھائیس نومبر، دوہزار اُنّیس

یوسف خالد کی قطعہ نگاری

قطعہ اردو شاعری کی ایک خوبصورت صنف ہے اور اس صنف نے ابتدا سے لے کر دورِ حاضر تک مختلف شکلیں بدلی ہیں — دورِ قدیم میں قطعہ کو قصیدے کا ہی ایک حصہ تصور کیا جاتا تھا اور اسی مناسبت سے اس صنف کو قطعہ کا نام دیا گیا —

قدیم شعراء نے قطعہ پر بہت کم طبع آزمائی کی ہے — ولی دکنی اور سراج اورنگ آبادی کے کلام میں صرف ایک ایک قطعہ ملتا ہے — میر تقی میر اور خواجہ میر درد کی زیادہ تر غزلوں میں قطعہ بند اشعار ملتے ہیں — یہی صورتِ حال اس دور کے دیگر شعراء کے کلام کی ہے — البتہ غالب کے کلام میں علیحدہ سے چند قطعات موجود ہیں ، اکبر الہٰ آبادی کے کلام میں بھی کئی قطعات ملتے ہیں جن کا رنگ طنزیہ اور ظریفانہ ہے اور وہ جدید قطعہ سے مماثلت رکھتے ہیں جسے اختر انصاری جدید الاسلوب قطعہ کہتے تھے —

قدیم قطعہ تیکنیک کے اعتبار سے موجودہ قطعے سے یکسر مختلف تھا اور اشعار کی تعداد کا پابند نہیں تھا — قدیم شعراء موضوع کے اعتبار سے شعر کہتے تھے اور اس میں کوئی واقعہ مسلسل بیان کرتے تھے — ان کا لہجہ حکایتی اور مزاج کا خطیبانہ ہوتا تھا — ولی سے لے کر اقبال تک یہی روایتی انداز ملتا ہے —

دورِ حاضر میں قطعہ صرف دو اشعار پر مشتمل اور مطلع کے ہونے یا نہ ہونے کی قید سے آزاد ہوتا ہے — موضوعاتی لحاظ سے ان چار مصرعوں میں شاعر اپنے ایک مجرد خیال یا احساس کو جامع صورت دے کر بیان کرتا ہے — یہ بیان سراسر غلط ہے کہ قطعہ رباعی کی

بگڑی ہوئی شکل ہے— رباعی اور قطعہ میں نمایاں فرق یہ ہے کہ جدید قطعہ رباعی کے برعکس کسی مخصوص بحر کا پابند نہیں ہے— دوسرا فرق یہ ہے کہ رباعی کا سارا نچوڑ اس کے چوتھے مصرع میں ہوتا ہے جبکہ جدید قطعہ میں سارے مصرعوں کی اہمیت یکساں ہوتی ہے اور ہر مصرع اظہارِ خیال میں اپنا کردار نبھاتا ہے—

جدید قطعہ کی ابتدا احسان دانش سے ہوتی ہے— یہ اردو ادب کی ایک مستقل صنفِ سخن ہے— کئی شعراء نے اس پر بھرپور توجہ دی ہے جن میں اختر انصاری، عبدالحمید عدم، رئیس امروہی، وقار انبالوی، ندیم قاسمی، نریش کمار، انور شعور اور اب یوسف خالد کا نام سرِ فہرست ہے—

یوسف خالد کے اب تک پانچ شعری مجموعے چھپ چکے ہیں جن میں ان کی غزلیں اور نظمیں شامل ہیں— ان کا نیا شعری مجموعہ قطعات پر مشتمل ہے ان قطعات کی خوبی یہ ہے کہ ان میں انسانی جذبات اور احساسات کی لفظی تصویریں اتنی دلکش ہیں کہ قاری ان سے صرفِ نظر نہیں کر سکتا— شعر کا بنیادی وصف بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والے کو ایک ایسی جمالیاتی فضا مہیا کرے جو اس کی روح کو سرشار کر دے— یوسف خالد نے ان قطعات میں محبت اور معاملاتِ محبت کی متنوع صورتوں سے ظہور پزیر ہونے والی کیفیات اور انسانی رویوں کو بڑی ہنرمندی اور سلیقے سے پیش کیا ہے— کچھ قطعات ملاحظہ فرمائیں

اک انتظار لکھتا رہا ساحلوں پہ نام
اک بے رخی کی موج مٹاتی چلی گئی
آنکھوں میں پھیلتا گیا لاحاصلی کا رنگ
پلکوں پہ یاد دیپ جلاتی چلی گئی

آنکھوں سے خواب ٹوٹ کر گرتے رہے مگر
آنکھوں کو اک یقین نے رونے نہیں دیا
پلکوں پہ نیند دستکیں دے دے کے تھک گئی
لیکن کسی کی یاد نے سونے نہیں دیا

بے نشاں رستوں پہ چلنے کا ملا اذنِ سفر
ہم مسافت کی تھکن کو اوڑھ کر چلتے گئے
ہم میسر تھے کسی کو گیلی مٹی کی طرح
جس بھی سانچے میں ہمیں ڈھالا گیا ڈھلتے گئے

مجھے یقین ہے کہ اس مجموعہ میں شامل قطعات پڑھنے والوں کو جمالیاتی مسرت سے ہمکنار کریں گے— آپ یوسف خالد کے مجموعہ کا مطالعہ کیجیے— میں بس اتنا ہی کہوں گا کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے۔

عقیل عباس جعفری
مدیرِ اعلیٰ اردو لغت بورڈ کراچی
5 دسمبر 2019

○

اپنی آواز پہ لبیک کہا ہے میں نے
خود شناسی مجھے کس موڑ پہ لے آئی ہے
دل میں آباد جزیرے ہیں شناسائی کے
منتظر آنکھ میں اِک عالمِ تنہائی ہے

○

اب تک اسی خیال کے حجرے میں ہوں مقیم
جو تیرے انسلاک سے تھا معتبر کبھی
یہ عمر کٹ نہ جائے یہی سوچتے ہوئے
ہو گی یہ راہِ جستجو بھی مختصر کبھی

○

ابھی زندہ تو ہے لیکن قریب المرگ ہے شاید
اَنا کا بوجھ اُترے تو طلب گاری کو سانس آئے
نہیں ہے کچھ بھی جو دل کی نگاہوں سے ہو پوشیدہ
یقیں احساس میں اترے تو دلداری کو سانس آئے

○

لکھی ہے ہم نے باوضو ہو کر حدیثِ دل
پڑھیے حضور اس کو بڑے احترام سے
اُتری ہے شب کے پچھلے پہر اوس کی طرح
پلکوں پہ سج گئی ہے بڑے اہتمام سے

○

آج پھر بارش نے دستک دی درِ احساس پر
آج پھر آنکھوں میں کوئی خواب زندہ ہو گیا
آج پھر بے چہرگی آئی نظر کے روبرو
آج پھر حیرت کا اِک اِک باب زندہ ہو گیا

○

احساس کی شدّت نے لفظوں کو عطا کی ہے
اک سوچ کی گرماہٹ اک روپ کی رعنائی
آنکھیں ہیں کہ منظر سے ہٹنے ہی نہیں دیتیں
ہے اس کا رخِ زیبا زیبائی ہی زیبائی

○

اَدھورے خواب کی تکمیل ممکن ہو بھی سکتی ہے
کسی صورت تصوّر کی اگر تجسیم ہو جائے
تخیّل کے جہاں میں معجزے کی رونمائی ہو
بدن سے روح تک اِک روشنی تقسیم ہو جائے

○

اذنِ سفر دیا تو رکھی اس نے ساتھ شرط
سارے سفر میں میرے سوا سوچنا نہیں
آئیں گے راستے میں مناظر حسیں بہت
یہ دیکھنا کہ اُن کی طرف دیکھنا نہیں

○

اس کے لہجے میں اُتر آیا محبت کا خمار
اس کی باتوں سے بیاں اک داستاں ہونے لگی
ہو گئی کچھ اس طرح روشن تیقّن کی لکیر
نیم خوابیدہ سی آنکھوں سے عیاں ہونے لگی

○

اس گل بدن کے زاویئے ، قوسیں ، کمال تھیں
بارش میں بھیگتا ہوا شعلہ غضب کا تھا
اب تک مرے خیال کی پرچھائیوں میں ہے
وہ خواہشِ وصال کا لمحہ غضب کا تھا

○

اس نے میرا حال پوچھا اور پھر چپ ہو گیا
یوں لگا جیسے اسے پہلے سے ہی معلوم تھا
میں ردا اوڑھے ہوئے بیٹھا تھا اپنے آپ میں
کیا خبر تھی حالِ دل میرا کہیں مرقوم تھا

○

اسے دیکھا نہیں لیکن مجھے کچھ ایسے لگتا ہے
یہ اس کے خال وخد شاید کہیں دیکھے ہوئے سے ہیں
مناسب تھا وہ اپنے خواب اپنے ساتھ لے جاتا
کہ اس کے خواب بھی اس کی طرح اُلجھے ہوئے سے ہیں

○

اِک انتظار لکھتا رہا ساحلوں پہ نام
اِک بے رُخی کی موج مٹاتی چلی گئی
آنکھوں میں پھیلتا گیا لاحاصلی کا رنگ
پلکوں پہ یاد دیپ جلاتی چلی گئی

○

اِک باہنر نے چپکے سے رستہ بدل لیا
کانٹوں کی رہ گزر پہ تو چلنا محال تھا
جتنی بھی دستکیں تھیں وہ رِزق ہوا ہوئیں
اس در کی پور پور میں کیسا سوال تھا

○

اِک پیکرِ خیال سے وابستہ ہو کے ہم
لفظوں میں قید ہو گئے ، سوچوں میں کھو گئے
پھولوں سے سج گئی کوئی اَن دیکھی رہ گزر
ہم فرطِ انبساط سے راہوں میں کھو گئے

○

اک حوصلے سے ہم نے کیا اس کو الوداع
پھر بے بسی سے مڑ کے اُسے دیکھتے رہے
آنکھوں میں ایک دائمی حیرت اُتر گئی
ہم زندگی کے زیر و زبر دیکھتے رہے

○

اک درد مشترک تھا پسِ دردِ آگہی
اب اس پہ گفتگو کی بھی فرصت نہیں رہی
آنکھوں میں دفن ہو گئے گزرے دنوں کے پل
کیوں اب ہمیں کسی کی ضرورت نہیں رہی

○

اگر اپنے کہے الفاظ سے انکار ممکن ہے
تو پھر بے فکر ہو کر دیکھئے جو بھی تماشا ہو
مٹاتے جائیے سوچیں ، بدلتے جائیے چہرے
ضروری تو نہیں پہچان کا کوئی حوالہ ہو

○

اگر ہر لفظ میں کردار بولے
تو پھر بولے کوئی سو بار بولے
گواہی آنسوؤں میں دُھل کے آئے
کہیں جب صاحبِ اسرار بولے

○

آنکھ جھپکی تو ہو گیا اوجھل
منظروں کو نکھارنے والا
جانے کن منزلوں کا راہی تھا
میری راہیں سنوارنے والا

○

آنکھوں سے خواب ٹوٹ کر گرتے رہے مگر
آنکھوں کو اک یقین نے رونے نہیں دیا
پلکوں پہ نیند دستکیں دے دے کے تھک گئی
لیکن کسی کی یاد نے سونے نہیں دیا

○

انہیں کہنا کہ ہم نے چھوڑ دی ضد ان سے ملنے کی
تقاضے تشنگی کے ساحلوں پہ چھوڑ آئے ہیں
ہمیں معلوم ہے بے درد موسم کی رضا کیا ہے
ہم اپنے خواب سارے پانیوں پہ چھوڑ آئے ہیں

○

آنے کا کوئی کہہ گیا آیا نہیں مگر
میں راستے کو دیر تلک دیکھتا رہا
الفاظ کس طرح ہوئے معنی سے منحرف
حیرت سے سارے زیر و زبر سوچتا رہا

○

آہ بن کر اٹھ رہا ہے گرم کافی سے دھواں
موسمِ سرما پلٹ آیا ہے تم بھی آؤ نا
گھل رہی ہے سانس میں ماحول کی یخ بستگی
تم کسی احساس سے میرا لہو گرماؤ نا

○

اے خواہشِ وصال کوئی اور روپ دھار
بے لوث دوستی کے زمانے چلے گئے
پلکوں پہ رتجگے ہوئے اس طور خیمہ زن
اجلی رتوں کے خواب سہانے چلے گئے

○

اے محبت مجھے اجازت دے
تیرے عارض میں رنگ بھرنے ہیں
تجھ کو اک بار چھو کے دیکھنا ہے
تجھ پہ جذبے نثار کرنے ہیں

○

ایک پیکر کو منجمد پایا
ایک تصویر بولتے دیکھی
زیست مستی میں کیسے ڈھلتی ہے
اس کی آنکھوں میں ڈولتے دیکھی

○

ایک خوشبو سی شام ہوتے ہی
گھر کے آنگن میں پھیل جاتی ہے
میری آنکھوں میں خواب سجتے ہیں
میری ہر سانس گنگناتی ہے

○

آئی تھی صبحِ نو ، ترا کیا حال پوچھنے؟
کل شب ، شبِ فراق نے طعنہ دیا مجھے
بھرتی رہی ہیں رات ہوائیں بھی سسکیاں
کس نے یہ اضطراب کا تحفہ دیا مجھے

○

بات کرنی ہے بات کر لیکن
تلخ لہجے میں کوئی بات نہ کر
تجھ کو زیبا ہیں پیار کی باتیں
نفرتیں شامل صفات نہ کر

○

بادل بھی ہے بارش بھی ہے اور تیز ہوا بھی
ایسے میں اگر ہوتا کہیں تیرا پتا بھی
یہ وقت گزرنے کو گزر جائے گا لیکن
کیا خوب تھا تو سنتا اگر میری صدا بھی

○

بچایا خوش گمانی نے بچایا
کسی کی مہربانی نے بچایا
بگڑتا جا رہا تھا موسمِ دل
ہمیں اک خوش بیانی نے بچایا

○

بچھڑنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے
اسے کہہ دو خوشی سے لوٹ جائے
محبت ہے کوئی زنجیر کب ہے
کسی پر کس لیے الزام آئے

○

بہت خلوص سے چاہا ہے دوستوں نے ہمیں
بہت خلوص سے کچھ لوگ ہو گئے ہیں جدا
بہت قریب تھے دیکھے نہیں گئے ہم سے
وہ لوگ جو ہمیں جینے کی دے گئے ہیں سزا

○

بہت نا مکمل ہیں پیغام اس کے
بہت غیر واضح شکایت ہے اس کی
کبھی لا تعلق کبھی رابطے میں
ابھی پیش و پس میں محبت ہے اس کی

○

بھول جانے میں ہے کمال اگر
آؤ یہ بھی کمال کر دیکھیں
زیست کیا کیا سوال کرتی ہے
ہم بھی کوئی سوال کر دیکھیں

○

بے خیالی میں ہیں خیال اتنے
بے خیالی خیال ہو جیسے
ہر کوئی سر پکڑ کے بیٹھا ہے
زندگی اک سوال ہو جیسے

○

بے نشاں رستوں پہ چلنے کا ملا اذنِ سفر
ہم مسافت کی تھکن کو اوڑھ کر چلتے گئے
ہم میسر تھے کسی کو گیلی مٹی کی طرح
جس بھی سانچے میں ہمیں ڈھالا گیا ڈھلتے گئے

○

پاس رہ کر بھی دور ہو مجھ سے
کیسی قربت ہے کیسی دوری ہے
اس تعلق کو نام کیا دو گے
ہر ملاقات ہی ادھوری ہے

○

پلکوں کے آگے سج گئیں شفاف جھالریں
آنکھوں میں کس کے ہجر نے ساون بسا دیے
وہ کون تھا جو دھڑکنیں بھی ساتھ لے گیا
کس نے ملن کی آس کے امکاں مٹا دیے

○

پھر اُتر آیا ہے آنکھوں میں کوئی منظر حسیں
پھر محبت کے لیے موسم نے بانہیں کھول دیں
پھر تخیّل لے کے آیا ہے کسی کو بام پر
پھر کسی نے تنگ دامانی کی راہیں کھول دیں

○

پھر نئی رُت لے کے آئی ہے کسی پیکر کی خو
پھر ہوائیں بانٹتی پھرتی ہیں خوشبو چار سو
گھل رہی ہیں پھر مرے ماحول میں سرمستیاں
ایسا لگتا ہے کوئی آنے کو ہے اب روبرو

پھولوں کے رُخ پہ پہلے سی تابندگی نہیں
پھیلا ہوا ہے پورے چمن میں دھواں ابھی
ہر شاخ کے بدن پہ ہے پپڑی جمی ہوئی
لگتا ہے جیسے ٹھہری ہوئی ہے خزاں ابھی

تقاضا تجھ سے ملنے کا تو ہے لیکن بس اتنا سا
جو تجھ سے بات کہنا چاہتا ہوں ،بات ہو جائے
تجھے ملنے کی عجلت میں کسی دن کاش ایسا ہو
کہ میں جھنجھلا کے دن کو رات کہہ دوں ،رات ہو جائے

○

تخئیل کو میسر تھے تیقّن کے حسیں موسم
خزاں رُت نے انوکھے درد سے دو چار کر ڈالا
یہ میرے لفظ میری ذات کا کیسا حوالہ تھے
کہ ان لفظوں نے میری ذات کو مسمار کر ڈالا

○

تخئیل کے جہاں کی راجدھانی ہے مرا مسکن
میں اپنی ذات میں سارے حوالے ڈھونڈ لیتا ہوں
کبھی تاریکیاں جب دفعتاً یلغار کرتی ہیں
تو میں یادوں کی بستی سے اجالے ڈھونڈ لیتا ہوں

○

ترا لہجہ مرے احساس کی رگ رگ میں یوں اترے
کہ میں بولوں تو میرا بولنا معیار بن جائے
ترا پیکر مرے لفظوں میں ڈھل جائے کسی صورت
تو پھر میری ریاضت میرا فن شہکار بن جائے

○

تری آنکھیں، ترے عارض، ترے ترشے ہوئے یہ لب
سکوں آمیز ہیں کتنی محبت کی یہ تفسیریں
تری بانہوں کے گھیرے میں عجب تاثیر مخفی ہے
تری زلفوں کے پیچ و خم دلِ وحشی کو زنجیریں

○

تشنگی لا حاصلی کا مرحلہ ہر گز نہیں
یہ کسی احساس کی روئیدگی کا نام ہے
خود فریبی کی ہے صورت بھول جانے کا خیال
یہ تصور بھی کسی موجودگی کا نام ہے

○

تصور خواب میں اور خواب لفظوں میں ڈھلا کیسے
یہ گہرا بھید ہے کوئی اسے جانے بھلا کیسے
محبت کرنے والوں کے سوا معلوم ہے کس کو
کسی کے واسطے دل سے نکلتی ہے دعا کیسے

○

تصویر اس کی دیکھ کر محسوس یوں ہوا
چھڑکی ہو جیسے اوس کسی نے گلاب پر
چہرہ کِھلا ہوا ہے تبسم کے نور سے
جیسے حسین ہالہ ہو اک ماہتاب پر

○

تعصب آگ ہے یہ آگ سب کچھ راکھ کر دے گی
کسی صورت اسے بڑھنے سے پہلے روکنا ہو گا
بھلا کے رنجشیں ساری محبت بانٹنا ہو گی
ہمیں اب زندہ رہنے کا سلیقہ سیکھنا ہو گا

○

تمہارے خوبرو پیکر کو جب سوچوں تو لگتا ہے
مرے احساس میں جیسے مجسّم ہو گئے ہو تم
مگر یہ کیا کہ تم کو پاکے بھی پایا نہیں میں نے
مری ہی ذات میں جیسے کہیں پر کھو گئے ہو تم

○

تمہاری ذات محبت کا استعارہ ہے
تمہاری ذات سے وابستگی امیری ہے
تمہارے قرب نے بخشی ہیں نرمیاں ایسی
کہ میری سوچ کا ہر پیرہن حریری ہے

○

ٹوٹا ہے جب سے حسنِ تیقّن کا آئینہ
آنکھوں میں زندگی کا اجالا نہیں رہا
بیگانگی نے چھین لی لفظوں کی آبرو
لہجوں میں دلکشی کا حوالہ نہیں رہا

○

جانے کون سا روپ ہے اس کا جانے کتنے روپ
آنکھوں کے مسجود ہوئے ہیں،سارے اجلے روپ
دیکھو اک احساس کی خوشبو ، پھیلی ہے ہر اور
دیکھو جتنے پھول کھلے ہیں سارے اس کے روپ

○

جب مسکرائے پھول تو خوشبو بکھر گئی
سبزے نے آنکھ کھولی تو دھرتی سنور گئی
گزرا کوئی خیال کی راہداریوں سے یوں
نبضِ حیات چل پڑی ہر شئے نکھر گئی

○

اچانک چلتے چلتے رک گیا ہوں
یہ کس منظر نے جادو کر دیا ہے
ہوا لائی ہے کس پیکر کی خوشبو
ہوا کا کس نے دامن بھر دیا ہے

○

آرام تو کرتا ہوں مگر کر نہیں پاتا
اک رات مسلّط ہے سحر کر نہیں پاتا
اس پار کھڑا کوئی مجھے دیکھ رہا ہے
اس نور کے ہالے کو ادھر کر نہیں پاتا

○

اس کی آنکھیں اس کے عارض اس کے لب
مجھ سے محوِ گفتگو ہیں سب کے سب
اب نہیں ہے خوفِ تنہائی مجھے
اس کے روز و شب ہیں میرے روز و شب

○

اسے احساس کی آغوش میں ہی نیند آتی ہے
ردائے بے حسّی کو اوڑھ کر یہ سو نہیں سکتی
یہ خود رو ہے نہیں معلوم کیسے جڑ پکڑتی ہے
محبت کے لیے منصوبہ بندی ہو نہیں سکتی

○

الٰہی ! بھیج اک ایسی گھٹا جو ٹوٹ کر برسے
زمیں پیاسی ہے، ہم پیاسے ہیں، بنجر ہوتے جاتے ہیں
بدن کا میل روحوں میں سرایت کرتا جاتا ہے
یہ اُجلے آئینے بھی اب مکدّر ہوتے جاتے ہیں

○

اَنا پرستوں کو تنہائی گھیر لیتی ہے
بدلتے وقت نے سب کچھ بتا دیا ہو گا
سنا ہے اب وہ محبت سے بات کرتا ہے
یہ فن بھی اس کو کسی نے سکھا دیا ہو گا

○

بہنے دو آنسوؤں کو کہ ہم سے فقیر لوگ
نوحہ گری کا کوئی ہنر جانتے نہیں
رکھتے ہیں اپنی آنکھ کے موسم سنبھال کر
کیا ہے مزاجِ شام و سحر جانتے نہیں

پھول کلیاں تجھ سے مانگیں رنگ، خوشبو، تازگی
تیری آنکھوں سے عطا ہو موسموں کو زندگی
تو ہنسے تو ساتھ تیرے مسکرا اٹھے فضا
تو چلے تو آنگنوں میں پھیل جائے سر خوشی

پیار سے کوئی کسی کی بات تک سنتا نہیں
کیا سکھا رکھا ہے ہم نے قوم کے افراد کو
صرف اپنی کرسیاں محفوظ رکھنے کے لیے
کر دیا برباد ہم نے خانۂ آباد کو

○

جو پس منظر ہے اُس کا عکس ہے اِس پیش منظر میں
وہ حسنِ بے مثل جلوہ نما بھی ہے نہاں بھی ہے
تحیّر خیز گو لفظ و معانی کی ہے ہر صورت
تیقّن بانٹتا لیکن کوئی شیریں بیاں بھی ہے

○

ضروری فاصلہ رکھنا ضروری ہو گیا ہے
کہ دل سارے کا سارا اب شعوری ہو گیا ہے
پسِ احساس جو بیٹھا ہوا تھا سب سے چھپ کر
وہ جذبہ ہو کے خود سر اب ظہوری ہو گیا ہے

○

اس عہدِ کم لحاظ سے کیسا گلہ کہ ہم
مانوس ہو نہیں سکے اس کے چلن کے ساتھ
ہم تو خزاں رتوں میں بھی خوشبو کے ساتھ تھے
لیکن مزاجِ دہر نہیں تھا چمن کے ساتھ

○

خدا تجھے وہ سہولت عطا کرے جس میں
گئے دنوں کی ہو خوشبو نئے دنوں کا شعور
یہ بھاگ دوڑ سلامت رہے مگر اس میں
گھلی ہوئی ہو فراغت رچا ہوا ہو سرور

میں درد لکھتا ہوں لیکن اس احتیاط کے ساتھ
کسی بھی طور کوئی آنکھ اشک بار نہ ہو
قرار بانٹتے لہجے سے پھول جھڑتے رہیں
مری طرح سے کوئی اور بے قرار نہ ہو

جُڑا ہوا ہے کسی آئینے سے میرا وجود
کہ عکس عکس میں شامل مرا حوالہ ہے
میں بجھ گیا بھی تو تاریک ہو نہ پاؤں گا
کہ میرے ساتھ مری سوچ کا اجالا ہے

○

جسے نہیں ہے ضرورت اسے میسّر ہے
خبر نہیں ہے نہاں اس میں کیسی حکمت ہے
یہ جس کے دل پہ بھی اُترے اسے غنی کر دے
کسی کسی پہ مگر مہرباں محبت ہے

○

ہوا کے ہاتھ میں ہیں اب مرے خوابوں کی تعبیریں
لیے پھرتی ہے آنکھوں میں مری نظموں کی تصویریں
اُٹھا کر طاق پر رکھا تھا جن کو ایک مدت سے
وہ جذبے بن رہے ہیں پھر مرے پاؤں کی زنجیریں

مصروفِ جنگ ہوں میں ابھی اپنے آپ سے
اس یدھ میں جیتنے کا جتن کر رہا ہوں میں
شعروں میں ڈھالنا ہے کسی شوخ کا مزاج
اوراقِ دل پہ مشقِ سخن کر رہا ہوں میں

اس طور بے کسی نے لیا ہے حصار میں
آکاس بیل لپٹی ہو جیسے درخت سے
کیسے سنبھال پائیں گے خستہ بدن کی راکھ
ہم لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں اپنے بخت سے

○

آ کر مرے جہانِ تخیّل میں ایک شخص
کچھ دیر میرے ساتھ بہت دور تک گیا
پھر اس کو ایک اندھی اَنا ساتھ لے گئی
میں خواب راستوں میں اُسے ڈھونڈتا رہا

○

پھیلی ہوئی ہے چار سو لاحاصلی کی دُھوپ
سمٹا ہوا ہے آنکھ کے خیمے میں انتظار
امیّد لوٹ آتی ہے ٹکرا کے شور سے
پاگل ہوائیں دستکیں دیتی ہیں بار بار

○

وحشت کا یہ پروردہ ہے بستی سے ہے بیزار
یہ عشقِ کا پودا کسی صحرا میں کِھلے گا
خواہش سے جنوں تک کا سفر عام نہیں ہے
منزل کا پتا پاؤں کے چھالوں سے ملے گا

○

جان پہچان مضمحل سی ہے
کیوں کسی کا کوئی پتا پوچھے
اس نے پوچھا ہے حالِ دل ایسے
اجنبی جیسے راستہ پوچھے

○

یاد کا مسکن بھی کل ہے خواب کا مسکن بھی کل
لمحۂ موجود میں خواہش بھی ہے حسرت بھی ہے
ہم مثالِ آئینہ ٹھہرے ہوئے اِک پل میں ہیں
وقتِ کج رفتار میں کروٹ بھی ہے سرعت بھی ہے

○

حیران ہوں ،اس سوچ میں گم ہوں کہ محبت
ہو سکتی ہے کیا لطف و عنایت سے تہی بھی
بے وجہ بھی ہو سکتا ہے کیا کوئی گریزاں
ہو سکتے ہیں دل حسنِ رفاقت سے تہی بھی

○

اس بے گھری نے آنکھ سے پہچان چھین لی
ہر در پہ دی ہیں دستکیں گھر کی تلاش میں
بیٹھے ہوئے ہیں اوڑھ کے بھیدوں بھری ردا
یہ رات کاٹنی ہے سحر کی تلاش میں

○

سحر کا نور پھیلے بھی تو کیسے
ابھی تاریکیاں پھیلی ہوئی ہیں
ہماری بے حسی کی داستانیں
جبینِ وقت پر لکھی ہوئی ہیں

○

سانس لیتا ہوں دم نکلتا ہے
سانس سینے میں رک نہیں پاتا
دل کے تاروں کو چھیڑ بیٹھا ہوں
ساز رکنے پہ ہی نہیں آتا

○

شکوہ لاحاصلی بے سود ہے ، بے کار ہے
وقتِ کج رفتار کو کچھ اور ہی درکار ہے
مل رہی ہے درد کی دولت دلِ خوش فہم کو
بے تعلق ہو کے جینا کس قدر دشوار ہے

یوں محبت کی طلسماتی فضا لگنے لگی
زندگی سے زندگی اب ماورا لگنے لگی
عقل کی میزان پر جب بھی اسے پرکھا گیا
ہر ادا اس کی جنوں پرور ادا لگنے لگی

آ بیٹھ اِدھر ہم سے نہ ہو اتنا گریزاں
ہم رنگ ہیں ،خوشبو ہیں، دعاؤں کی طرح ہیں
آنکھوں میں لیے پھرتے ہیں کچھ خواب سہانے
ہم دھوپ کے ماحول میں چھاؤں کی طرح ہیں

○

آ مری آنکھوں کے رستے خواب کی بستی میں آ
اس جزیرے پر اترنے کے لیے کشتی میں آ
دیکھ انجانے سفر کو بے یقینی سے نہ دیکھ
خوش گمانی اوڑھ کر اس بولتی ہستی میں آ

○

اب اپنے درد کی چارہ گری سے بھی گریزاں ہے
اسے اس آزمائش سے نکلنا ہی نہیں شاید
انوکھی لذتوں سے آشنا ہونے لگا ہے دل
مجھے لگتا ہے اب اس کو سنبھلنا ہی نہیں شاید

○

آبشاروں کے ترنّم سا ہے لہجہ اس کا
اس کی باتوں میں عجب طور کی سرشاری ہے
دور ہو جاتے ہیں سب ساعتِ امروز کے غم
مدھ بھری آنکھوں میں کچھ ایسی فسوں کاری ہے

○

ابھی تو خواب بنتی جا رہی ہیں یہ مری آنکھیں
ابھی خوابوں کے بے تعبیر ہونے کا نہیں سوچا
ابھی میرا تخیّل رنگ خوشبو اوڑھنا چاہے
ابھی منظر کے بے تصویر ہونے کا نہیں سوچا

○

اپنے اندر کی مسکراہٹ سے
دل کے موسم اُجال کر رکھنا
خواب کی اپنی اِک حقیقت ہے
خواب سارے سنبھال کر رکھنا

○

اک وادیٔ گِل پوش میں مانند صبا ہیں
ہم ذات کے زنداں میں گرفتار نہیں ہیں
اے چشمِ فسوں ساز ذرا دیکھ ادھر بھی
ہم نیم نگاہی کے سزاوار نہیں ہیں

اپنی دھرتی کی اپنی خوشبو ہے
جسم و جاں میں اُتار لیں اس کو
بے حسی چھوڑ کر کسی صورت
آؤ مل کر سنوار لیں اس کو

اُتر آیا ہے پھر آنکھوں میں صحرا
اُداسی ذہن و دل پہ چھا گئی ہے
جدائی زرد رت کی شال اوڑھے
مرے مدِ مقابل آ گئی ہے

○

اُترا تھا میری روح میں احساس کی طرح
آیا تھا خوشبوؤں کی ردا اوڑھ کر کوئی
نکھری ہوئی فضا تھی تیقّن کے نور سے
اِترا رہا تھا اپنی وفا اوڑھ کر کوئی

○

اُتری خزاں کی دھوپ یوں فصلِ بہار میں
نغمہ خوشی کا صورتِ نوحہ لکھا گیا
لفظوں کا ربط معنی کی دنیا سے کٹ گیا
اِک چپ کو زندگی کا اثاثہ لکھا گیا

○

اچانک چلتے چلتے رک گیا ہوں
یہ کس منظر نے جادو کر دیا ہے
ہوا لائی ہے کس پیکر کی خوشبو
ہوا کا کس نے دامن بھر دیا ہے

○

ادھر میں اپنے کمرے میں ادھر تم اپنے کمرے میں
عجب احساس ہے جو قربتوں میں ڈھلتا جاتا ہے
نہیں معلوم یہ کیسا تعلق ہے کہ چپکے سے
بدن اپنی لگائی آگ میں ہی جلتا جاتا ہے

○

اَدھورے خواب کی تکمیل ممکن ہو بھی سکتی ہے
کسی صورت تصور کی اگر تجسیم ہو جائے
تخیّل کے جہاں میں معجزے کی رونمائی ہو
بدن سے روح تک اک روشنی تقسیم ہو جائے

○

اذنِ سفر دیا تو رکھی اس نے ساتھ شرط
سارے سفر میں میرے سوا سوچنا نہیں
آئیں گے راستے میں مناظر حسیں بہت
یہ دیکھنا کہ ان کی طرف دیکھنا نہیں

○

آرام تو کرتا ہوں مگر کر نہیں پاتا
اک رات مسلّط ہے سحر کر نہیں پاتا
اس پار کھڑا کوئی مجھے دیکھ رہا ہے
اس نور کے ہالے کو ادھر کر نہیں پاتا

○

ارتباطِ باہمی میں بے دھیانی کے سبب
ہے طبیعت میں عجب انداز کی یخ بستگی
خامشی کے بھیس میں ہے ایک ہلکا سا گلہ
آنکھ کی پتلی میں لرزاں ہے کوئی وابستگی

○

آرزو کے کھیل میں کچھ یوں ہوا
جو گھروں میں تھے وہ بے گھر ہو گئے
بند مٹھی کھولنے کی دیر تھی
جتنے ہیرے تھے وہ پتھر ہو گئے

○

اس بے دلی نے کر دیا ہے مجھ کو مضمحل
لیکن وہ شخص کچھ بھی سمجھ پا نہیں رہا
سو بار اس سے میں نے کیا ہے مطالبہ
وہ ہے کہ میرا دل مجھے لوٹا نہیں رہا

○

اس بے گھری نے آنکھ سے پہچان چھین لی
ہر در پہ دی ہیں دستکیں گھر کی تلاش میں
بیٹھے ہوئے ہیں اوڑھ کے بھیدوں بھری ردا
یہ رات کاٹنی ہے سحر کی تلاش میں

○

اس طور دونوں ہو گئے چپ چاپ سرخرو
دونوں نے خامشی کو دیا اذنِ گفتگو
آنکھوں میں عکس ہو گئیں بے نام خواہشیں
چپ کی ردا میں چھپ گئی لفظوں کی آبرو

○

اس عہدِ کم لحاظ سے کیسا گلہ کہ ہم
مانوس ہو نہیں سکے اس کے چلن کے ساتھ
ہم تو خزاں رتوں میں بھی خوشبو کے ساتھ تھے
لیکن مزاجِ دہر نہیں تھا چمن کے ساتھ

○

اس عہدِ کم نگاہ میں بے مایہ ہو گئے
وہ لوگ جن کی سوچ سے روشن تھے بام و در
اب آنگنوں میں کچھ نہیں کچھ ہے تو خامشی
اک بے گھری کو اوڑھے ہوئے ہیں ہمارے گھر

○

اس کو احساس دلایا ہے بتایا ہے کہ عشق
چھین لیتا ہے ہنسی درد سوا دیتا ہے
اتنا بے رحم ہے سنتا نہیں فریاد کوئی
تپتے صحراؤں میں چلنے کی سزا دیتا ہے

○

اس کو تصویر کر رہا ہوں میں
بار ہا جس کو میں نے سوچا ہے
خال و خد اس کے ارغوانی ہیں
بند آنکھوں سے اس کو دیکھا ہے

○

اس کو دیکھا نہیں تھا مدت سے
اس کو مدت کے بعد دیکھا ہے
اس کی آنکھوں میں اجنبیّت ہے
ورنہ چہرہ تو پہلے جیسا ہے

○

اس کو میں بھول جاتا یقینا مگر یہ دل
میں کیا کروں کسی بھی طرح مانتا نہیں
پھرتا ہے لے کے یاد کی وادی میں روز و شب
جو کھو گیا ہے اس کا پتا جانتا نہیں

○

اس کی آنکھوں میں اُتر آئے نئی صبح کا نور
اس کے ہونٹوں پہ کسی گیت کا مکھڑا اُترے
وہ جو آئے تو ملے اس کو محبت کی فضا
وہ جدھر دیکھے ادھر حسن کا جلوہ اُترے

○

اُترا تھا میری روح میں احساس کی طرح
آیا تھاخوشبوؤں کی ردا اوڑھ کر کوئی
نکھری ہوئی فضا تھی تیقّن کے نور سے
اِترا رہا تھا اپنی وفا اوڑھ کر کوئی

○

اس کی پلکوں پہ کہیں ٹھہرا ہوا اِک خواب ہے
اس کی آنکھوں نے مگر اس کو ابھی دیکھا نہیں
جانے کیا کیا سوچتا رہتا ہے تنہائی میں وہ
جانے اس نے کیوں ابھی اس خواب کا سوچا نہیں

○

اس کے لبوں سے جھڑتے رہے پھول اور ہم
رنگوں میں کھو گئے کبھی خوشبو میں کھو گئے
اس مہ جبیں کو اُجلے تصور میں ڈھال کر
ہم خواہشِ وصال کی بانہوں میں سو گئے

○

اس کے لہجے میں اُتر آیا محبت کا خمار
اس کی باتوں سے بیاں اک داستاں ہونے لگی
ہو گئی کچھ اس طرح روشن تیقّن کی لکیر
نیم خوابیدہ سی آنکھوں سے عیاں ہونے لگی

○

اس کے آنے کے اَن گنت وعدے
دیدۂ اشکبار میں گم ہیں
کیا کہیں کتنی اَن کہی باتیں
اس دلِ بے قرار میں گم ہیں

○

اک پیکرِ خیال سے وابستہ ہو کے ہم
لفظوں میں قید ہو گئے،سوچوں میں کھو گئے
پھولوں سے سج گئی کوئی ان دیکھی رہ گزر
ہم فرطِ انبساط سے راہوں میں کھو گئے

○

اِک تعلق جو خاص ہے تجھ سے
اس کی خوشبو ہی مختلف سی ہے
یہ جو بھیدوں بھری کہانی ہے
کچھ نہ کچھ مجھ پہ منکشف سی ہے

○

اِک درد مشترک تھا پسِ دردِ آگہی
اب اس پہ گفتگو کی بھی فرصت نہیں رہی
آنکھوں میں دفن ہو گئے گزرے دنوں کے پل
کیوں اب ہمیں کسی کی ضرورت نہیں رہی

○

اک لفظِ خاص سے اسے تسخیر کر کے دیکھ
وحشت مزاج جذبے کو زنجیر کر کے دیکھ
آنکھوں میں مثلِ خواب اُترنے کا اِذن دے
بیتے دنوں کو صورتِ تصویر کر کے دیکھ

○

آ کر مرے جہانِ تخیّل میں ایک شخص
کچھ دیر میرے ساتھ بہت دُور تک گیا
پھر اس کو ایک اندھی اَنا ساتھ لے گئی
میں خواب راستوں میں اسے ڈھونڈتا رہا

○

محبت کرنے سے پہلے ضروری ہے کسی صورت
محبت کے لیے دل میں کمی محسوس کی جائے
ادائے دلبری سے لطف کی دہلیز پر آ کر
کسی کے واسطے اپنی ہنسی مخصوص کی جائے

○

اگر اقرار کرنا ہے تو پھر انکار لازم ہے
کہ ہر انکار سے اقرار کو تحریک ملتی ہے
یہ گہری خامشی رستے کا چھوٹا سا پڑاؤ ہے
اسی سے ہی لبِ اظہار کو تحریک ملتی ہے

○

اگرچہ گردشِ حالات کی زد میں ہوں میں لیکن
ترا ہونا مجھے زیر و زبر ہونے نہیں دیتا
تری باتوں کی خوشبو سے معطّر ہیں مری سوچیں
ترا لہجہ مجھے نامعتبر ہونے نہیں دیتا

○

آگہی کے واسطے آزار ہے
جانے کیا منظر پسِ دیوار ہے
جانے کیسا بھید ہے کھلتا نہیں
اِک ہیولا دھند کے اس پار ہے

○

آ گئے ہو تو مرے بخت میں تصریف کرو
چھو کے پیشانی مرے درد میں تخفیف کرو
میری آنکھوں کے سبھی خواب اُٹھا کر رکھ لو
کام مشکل ہے مگر تھوڑی سی تکلیف کرو

○

محبت کی طلسماتی فضا سرشار رکھتی ہے
تھکن جتنی بھی ہو یہ حوصلے بے دار رکھتی ہے
قدم رکنے نہیں دیتی مسلسل آگے بڑھتی ہے
مسافر کے لیے ہر راستہ ہموار رکھتی ہے

○

آنکھوں سے خواب ٹوٹ کے گرتے رہے مگر
آنکھوں کو اک یقین نے رونے نہیں دیا
پلکوں پہ نیند دستکیں دے دے کے تھک گئی
لیکن کسی کی یاد نے سونے نہیں دیا

○

آنکھوں کو باوضو کیا چپ سادھ لی گئی
منظر کسی کے جانے کا دیکھا نہ جا سکا
قدموں کی چاپ سنتے رہے دیر تک مگر
ہم سے گریزاں وقت کو روکا نہ جا سکا

○

آنکھوں میں کوئی خواب کی صورت اُتر گیا
لہجہ کسی کا کانوں میں رس گھولنے لگا
احساس کے لبوں پہ پھر آیا کسی کا نام
پھر سے دیارِ دل کا خلا بولنے لگا

○

آؤ خانہ بدوش ہو جائیں
آو گھر کے حصار سے نکلیں
پھیل جائیں زمین پر ہر سو
بستیوں کے غبار سے نکلیں

○

ایک پیکر کو منجمد پایا
ایک تصویر بولتے دیکھی
زیست مستی میں کیسے ڈھلتی ہے
اس کی آنکھوں میں ڈولتے دیکھی

○

ایک خوشبو سی شام ہوتے ہی
گھر کے آنگن میں پھیل جاتی ہے
میری آنکھوں میں خواب سجتے ہیں
میری ہر سانس گنگناتی ہے

○

ایک سناٹا جو ہے پیش نظر
اس کے پس منظر میں کتنا شور ہے
آرزو کے رنگ ہیں بکھرے ہوئے
اور جذبہ کس قدر منہ زور ہے

○

با اندازِ دگر دیکھا ہے اس کو
مجسّم زندگی کا روپ ہے وہ
وہ خوشبو کی طرح چاروں طرف ہے
زمستاں کی سہانی دُھوپ ہے وہ

○

بات کرنے میں کبھی لفظ بھی کم پڑتے ہیں
مدعا جو بھی ہے چہرے پہ مفصّل کر لو
خواب موسم کے بدلنے سے بدل جاتے ہیں
آنکھ کے پنجرے میں خوابوں کو مقفل کر لو

○

بارشیں اور یوں تسلسل سے
کوئی گریہ کناں ہوا ہے کہیں
سن رہا ہوں دبی دبی آہیں
کوئی تو نوحہ خواں ہوا ہے کہیں

○

بانٹتا پھرتا ہوں خوشبو بانٹتا پھرتا ہوں رنگ
وقتِ کج رفتار سے جاری ہے میری سرد جنگ
سانس کی رفتار گاہے سست گاہے تیز ہے
ہو رہا ہے زندگی کا خوشنما ملبوس تنگ

○

بانٹتا پھرتا ہے ہر سو موسموں میں اعتبار
اس کے چہرے کا تقدس اس کی آنکھوں کا خمار
میرا فن اس حسن کو تصویر کر سکتا نہیں
پھول کلیاں ہو رہی ہیں جس کے عارض پہ نثار

○

باہر بادل گرج رہا ہے اندر ہے اک شور
ناچ رہا ہے میری سوچ کے آنگن میں اک مور
چاروں جانب پھیلتا جائے ہے رنگوں کا جال
میں چپکے سے دیکھ رہا ہوں ہر منظر کی اور

باہمی احساس رخصت ہو گیا
خود ستائی خود نمائی بڑھ گئی
عشق بھی اب سوچ کر کرتے ہیں لوگ
عقل کی فرماں روائی بڑھ گئی

بجا ہے موت برحق ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے
کہ مرنے کے لیے انسان کا جینا ضروری ہے
حیاتِ چند روزہ میں مسرت بانٹتے رہیے
رفو گر کی طرح ہر چاک کو سینا ضروری ہے

○

بدگمانی کا بھی تھا راہ میں حائل صحرا
تم مگر کتنے سلیقے سے گزر آئے ہو
اب تو روشن ہیں سرِ بام محبت کے چراغ
اور تم ترکِ تعلق پہ اتر آئے ہو

○

بدلتا جا رہا ہے اب مری آنکھوں کا پھر موسم
وہی کالی گھٹائیں ہیں وہی منہ زور برکھا ہے
مرے بستی کی اِک اِک چیز ہے سیلاب کی زد میں
مری قسمت میں کس نے یہ مرا نقصان لکھا ہے

○

بصارت سے بہت کچھ ماورا ہے
بصیرت کے لیے ہر در کھلا ہے
چلو ہجرت کریں اندر کی جانب
جہاں ہر شے مثالِ آئینہ ہے

○

بہت جلد کی مہربانی کسی نے
بہت جلد لفظوں کا مفہوم بدلا
ہتھیلی کی ساری لکیریں مٹائیں
جو لکھا ہوا تھا وہ مقسوم بدلا

○

بہت سے راستے پہچاننے لگے ہیں اسے
اسے کہو کہ وہ رستے بدل بدل کے چلے
دیارِ عشق میں آنکھوں کو با وضو کر لے
قدم سنبھال کے رکھے سنبھل سنبھل کے چلے

○

بہت سے رتجگے کاٹے تھے اس توقع پہ
نئی سحر نیا سورج بھی ساتھ لائے گی
کسے خبر تھی اندھیروں کی سرکشی بڑھ کر
نئی سحر کے اُجالے کو چاٹ جائے گی

○

بہت کچھ کہتے کہتے رُک گیا ہوں
کہ میری خوش گمانی ڈر گئی ہے
مرے الفاظ کی پوروں کو چھو کر
مرے اندر کہانی مر گئی ہے

○

بہنے دو آنسوؤں کو کہ ہم سے فقیر لوگ
نوحہ گری کا کوئی ہنر جانتے نہیں
رکھتے ہیں اپنی آنکھ کے موسم سنبھال کر
کیا ہے مزاجِ شام و سحر جانتے نہیں

بھیگی پلکوں سے سرِ شام گرا ٹوٹ گیا
ہم نے اک خواب بصارت میں چھپا رکھا تھا
کیسے گرنے کی صدا اس کو سنائی دیتی
اس نے اک شور سماعت میں بسا رکھا تھا

بے تابیِ دل بڑھنے لگی حد سے تو میں نے
اک آہ بھری آہ کی تاثیر بھی دیکھی
مدت سے جو چپ چاپ مجھے دیکھ رہی تھی
میں بولا تو وہ بولتی تصویر بھی دیکھی

بے خیالی میں ہیں خیال اتنے
بے خیالی خیال ہو جیسے
ہر کوئی سر پکڑ کے بیٹھا ہے
زندگی اک سوال ہو جیسے

بے کار ہے یہ نقش مٹانے کی کوششیں
خس پوش آرزوئیں بھی مرتی نہیں کبھی
ہلکی سی دستکوں کا بھی دیتی ہیں یہ جواب
لاحاصلی کے خوف سے ڈرتی نہیں کبھی

○

بے‌وفائی کسے کہتے ہیں وفا کیا شے ہے
کیسے سمجھائیں اسے کیسے سمجھ پائے گی
اس پہ طاری ہے ابھی اپنی صباحت کا خمار
جتنا سمجھائیں گے، وہ اتنا الجھ جائے گی

○

پسِ احساس بھی احساس کی اک ایسی دنیا ہے
جہاں میرا ہنر لفظوں سے تصویریں بناتا ہے
مری آنکھیں اٹھا لاتی ہیں سارے خواب منظر میں
مرا جذبِ دروں خوابوں کی تعبیریں بناتا ہے

○

پلٹ کر آ گئے ہیں رات سے پہلو بچا کر ہم
درونِ خانۂ دل اک بغاوت ہونے والی تھی
کسی کے لطف کی بارش میں یکسر بھیگ سکتے تھے
اگر کچھ دیر رُکتے تو عنایت ہونے والی تھی

○

پہچان کر بھی وہ ہمیں پہچانتے نہیں
اب اس ادائے خاص کو کچھ نام دیجیے
رکھیے ذرا خیال کہ وہ بے سکوں نہ ہوں
حاضر ہیں ہم ہمیں کوئی الزام دیجیے

○

پھر خامشی کو دان ہوا اذنِ گفتگو
پھر اس نے میرے شعر کو لہجہ عطا کیا
معنی سے آشنا ہوئی لفظوں کی کائینات
حرفوں کی پور پور میں جادو اتر گیا

○

پھر نئی رُت لے کے آئی ہے کسی پیکر کی خو
پھر ہوائیں بانٹتی پھرتی ہیں خوشبو چار سو
گھل رہی ہیں پھر مرے ماحول میں سرمستیاں
ایسا لگتا ہے کوئی آنے کو ہے اب روبرو

○

پھوٹی ہیں شاخ شاخ سے حیرت کی کونپلیں
اس بار فصلِ گل کا لبادہ عجیب ہے
ٹھہرا ہوا ہے منتظر آنکھوں میں انتظار
اور اِس کا مرکزہ رگِ جاں کے قریب ہے

○

پھول اس نے کتاب میں رکھا
رازِ دل یوں نصاب میں رکھا
مجھ کو بھیجی کتاب تحفے میں
تشنگی کو سحاب میں رکھا

○

پھیلی ہوئی ہے چار سو لاحاصلی کی دُھوپ
سمٹا ہوا ہے آنکھ کے خیمے میں انتظار
امّید لوٹ آتی ہے ٹکرا کے شور سے
پاگل ہوائیں دستکیں دیتی ہیں بار بار

○

تاثیر سے تہی ہوئے لہجے کچھ اس طرح
معنی سے منحرف ہوا ہر حرفِ آرزو
ہر چند بات چیت بھی ہوتی رہی مگر
بے گانگی سے بھر گیا اندازِ گفتگو

○

تخیّل کو مرے جس نے انوکھی رفعتیں بخشیں
اسی پیکر کی رعنائی مرے شعروں میں اُتری ہے
اسی کے حسن کی تابانیوں کا فیض ہے سارا
کہ ہر منظر کی زیبائی مرے شعروں میں اتری ہے

○

تخیّل کی حدوں سے ماورا ہونے لگا ہے
مرے ہر لفظ سے معنی خفا ہونے لگا ہے
دمِ رخصت بھی پلکوں پر کوئی آنسو نہیں ہے
نرالے ڈھنگ سے کوئی جدا ہونے لگا ہے

○

ترا پیکر مری آنکھوں میں اِک تصویر جیسا ہے
تصور نے ترے لہجے کی اب تجسیم کر دی ہے
ہوئے ہیں درمیانی فاصلے اب سارے بے معنی
تری موجودگی خوابوں میں یوں تقسیم کر دی ہے

○

ترا لہجہ مرے احساس کی رگ رگ میں یوں اُترے
کہ میں بولوں تو میرا بولنا معیار بن جائے
ترا پیکر مرے لفظوں میں ڈھل جائے کسی صورت
تو پھر میری ریاضت میرا فن شہکار بن جائے

○

مرکز گریز کب ہو ں اسی دائرے میں ہوں
میں والہانہ رقص میں ہوں رابطے میں ہوں
اک قوس ٹوٹتی ہے تو جڑتی ہے دوسری
میں وقفۂ وصال کے اس فاصلے میں ہوں

○

تری تصویر سے باتیں بھی کی ہیں
تمہیں بھی دیکھا ہے اس میں مجسّم
مگر یہ بات میں نے دل میں رکھی
تمہارا دل ہی ہے سب سے مقدّم

○

تری خوابیدگی کا سحر ٹوٹا میری باتوں سے
ترے احساس میں بیداریوں کی آرزو جاگی
نہ جانے کون سی خوشبو تھی کیسا مرحلہ تھا
تمہاری خامشی میں پلنے والی گفتگو جاگی

○

تصور خواب میں اور خواب لفظوں میں ڈھلا کیسے
یہ گہرا بھید ہے کوئی اسے جانے بھلا کیسے
محبت کرنے والوں کے سوا معلوم ہے کس کو
کسی کے واسطے دل سے نکلتی ہے دعا کیسے

○

تصویر مو قلم نے کیے اس کے خال و خد
ہم معجزۂ فن کی ادا دیکھتے رہے
تھے اس کو اختیار سبھی اور ہم اسے
بے اختیار کر کے سدا دیکھتے رہے

○

تعصب آگ ہے یہ آگ سب کچھ راکھ کر دے گی
کسی صورت اسے بڑھنے سے پہلے روکنا ہو گا
بھلا کر رنجشیں ساری محبت بانٹنا ہو گی
ہمیں اب زندہ رہنے کا سلیقہ سیکھنا ہو گا

○

تغافل روندتا جاتا ہے سب کچھ
نشاں سب بے نشاں ہونے لگے ہیں
مسلسل بڑھ رہی ہے بد گمانی
مراسم رائیگاں ہونے لگے ہیں

○

تم بجھا دیتے ہو جلتا ہوا ہر ایک چراغ
تم کسی طور اجالا نہیں ہونے دیتے
میرا احساس تمہیں کیسے تیقّن بخشے
تم اسے میرا حوالہ نہیں ہونے دیتے

○

تم مرے روبرو اگر ہوتے
تم کو آنکھوں میں قید کر لیتا
عارض و لب کو دیکھتا ایسے
تن بدن میں خمار بھر دیتا

○

تمہارے خوبرو پیکر کو جب سوچوں تو لگتا ہے
مرے احساس میں جیسے مجسّم ہوگئے ہو تم
مگر یہ کیا کہ تم کو پاکے بھی پایا نہیں میں نے
مری ہی ذات میں جیسے کہیں پر کھو گئے ہو تم

○

تمہارے عارض و لب سے چرا کے زیبائی
کھلے ہوئے ہیں عجب شان سے گلاب کے پھول
سرور بانٹتے پھرتے ہیں میری راتوں میں
ترے بدن پہ مہکتے ہوئے شباب کے پھول

○

تمہاری مدھ بھری آنکھوں میں نیند کا یہ خمار
تمہارے عارض و لب پہ یہ صبحِ نو کی بہار
چمن میں کھلتے ہوئے چار سو گلاب کے پھول
ادھار مانگتے پھرتے ہیں تیرے رخ کا نکھار

○

تھا کیسا دلنواز وہ لہجہ کہ آج تک
بھولی نہیں ہے میری سماعت وہ جلترنگ
آنکھوں میں آج بھی ہے وہ منظر اُسی طرح
اُترا نہیں ہے میری بصارت سے اُس کا رنگ

○

تھا یہ بھی اِک کمال کسی باکمال کا
بس ایک ہی جواب دیا ہر سوال کا
یعنی کوئی سوال کبھی پوچھنا نہیں
رکھنا نہیں حساب کبھی ماہ و سال کا

○

تھک جاؤ گے احساس کی بانہوں سے نکل کر
تا عمر خسارے پہ پشیمان رہو گے
یہ وقت مناسب ہے سنبھل جاؤ وگرنہ
جب موسمِ گل آئے گا حیران رہو گے

○

تھکا ہوا تھا بدن نیند کا خمار بھی تھا
نظر کے سامنے اس شوخ کا دیار بھی تھا
ہم اس کو وعدہ فردا پہ ٹال آئے ہیں
وہ شخص جو ہمیں ملنے کو بے قرار بھی تھا

○

تھکن اتری تو پورے جسم میں سرشاریاں جاگیں
عجب سا سحر ہے جذبے کی اس چہرہ نمائی میں
مری چشمِ تصور میں ہے اک بے نام سا چہرہ
تکلّف کی طرح ہر شے ہے اس جلوہ نمائی میں

○

تھکن ہے، گریہ ہے، اک بے کلی ہے
بجز اس کے نہیں کچھ بھی مکاں میں
ہمیشہ کے لیے بچھڑا ہے کوئی
جدائی گونجتی ہے جسم و جاں میں

○

تھوڑی سی کج ادائی بھی اچھی لگی ہمیں
یہ طرزِ آشنائی بھی اچھی لگی ہمیں
اس کے ہر ایک روپ سے مانوس یوں ہوئے
اس کی گریز پائی بھی اچھی لگی ہمیں

○

تہی دامن نہیں ہوں رتجگے آباد ہیں میرے
کسی ٹوٹے ہوئے رشتے کی ساری یادیں زندہ ہیں
کوئی بھٹکی ہوئی آواز ٹکراتی ہے کانوں سے
ابھی اک چپ سے لپٹی ان کہی کچھ باتیں زندہ ہیں

○

تو نے دیکھا ہے کہاں آنکھ میں اُترا ہوا غم
تو نہیں جانتا یہ درد کہانی کیا ہے
تو نے دیکھا ہے کنارے سے یہ سیلاب، تجھے
کیسے سمجھاؤں کہ دریا کی روانی کیا ہے

○

تو نے دیکھی ہی نہیں حسنِ بلا خیز کی دھج
تجھ کو معلوم نہیں حسن میں جادو کیا ہے
تیرے احساس کی رگ رگ میں اُتر جائے گی
آ مرے ساتھ دکھاؤں تجھے خوشبو کیا ہے

○

توڑا بہت ہے گردشِ حالات نے ہمیں
لیکن ہم اپنے آپ سے منہا نہیں ہوئے
اب بھی ہمارا ربط ہے خوشبو سے رنگ سے
اے بے لحاظ ہم ابھی پسپا نہیں ہوئے

○

تیرا خیالِ جاں فزا گو ساتھ ہے مگر
در پیش جو سفر ہے سفر مختصر نہیں
اٹھنے سے پہلے رُکنے لگے ہیں مرے قدم
جس راستے پہ ہوں وہ تری رہ گزر نہیں

○

تیرے بدلے ہوئے تیور بھی ہیں منظور انہیں
ہنستے رہتے ہیں ترے ناز اُٹھانے والے
لاکھ شکوے ہوں مگر لب پہ نہیں لاتے کبھی
کتنے خود دار ہیں یہ اشک بہانے والے

○

ٹھکانے لگ گئی ہے ساری محنت
محبت سرخرو ہونے لگی ہے
نہاں تھی پردہ در پردہ حقیقت
مگر اب روبرو ہونے لگی ہے

○

ٹوٹتی ہی نہیں کسی صورت
خوش گمانی عجب خمار میں ہے
کوئی آہٹ نہیں کہیں پھر بھی
جانے یہ کس کے انتظار میں ہے

○

ٹوٹا ہے جب سے حسنِ تیقّن کا آئینہ
آنکھوں میں زندگی کا اُجالا نہیں رہا
بیگانگی نے چھین لی لفظوں کی آبرو
لہجوں میں دلکشی کا حوالہ نہیں رہا

○

جب تک پسِ نمود تھی انمول تھی بہت
خواہش لبوں پہ آئی تو بے آبرو ہوئی
معنی کے تار و پود میں اُتری صدائے درد
آنکھوں کی آنسوؤں سے عجب گفتگو ہوئی

○

جب تک گریز پا رہے انمول تھے بہت
جیسے ہی ملتفِت ہوئے بے مایہ ہو گئے
اِک تیز دُھوپ لے گئی چھاؤں سمیٹ کر
ہم چھاؤں بانٹتے ہوئے بے سایہ ہو گئے

○

جذبوں کو زباں دے گا ، نہ اظہار کرے گا
پہلے وہ مجھے مارے گا ، پھر آپ مرے گا
وہ اپنی جفاؤں پہ پشیمان نہیں ہے
الزام وہ ہر حال میں ، مجھ پر ہی دھرے گا

○

جڑا ہوا تھا کسی کے یقین سے ورنہ
بھنّور میں ناؤ کا پندار ٹوٹ سکتا تھا
اگر کنارے پہ ہوتا نہ منتظر کوئی
ہمارے ہاتھوں سے پتوار چھوٹ سکتا تھا

○

جس سہولت سے ، سلیقے سے اسے چاہا تھا
اس سہولت سے ، سلیقے سے بھلانا ہے اسے
کام مشکل ہے مگر کام تو کرنا ہوگا
ٹوٹ کر کیسے بکھرتے ہیں بتانا ہے اُسے

○

جس کو نہیں ہماری کسی بات کا یقیں
اب ایسے مہرباں سے کیا شکوہ کرے کوئی
رہتا ہے اپنی ذات میں اپنی انا کے ساتھ
ہم رشتگی کا اس سے کیا دعویٰ کرے کوئی

○

جس نے عطا کیے مِری آنکھوں کو رتجگے
وہ خواب ،آرزو کا انوکھا نصاب ہے
جو کچھ ملا مجھے،کسی نعمت سے کم نہیں
میری متاعِ درد مِرا انتخاب ہے

○

جستہ جستہ ہو رہا ہے بے دھیانی کا اثر
خامشی بڑھنے لگی گفتار کم ہونے لگی
زرد پتے سبز رُت کو دے رہے ہیں راستہ
دھیرے دھیرے رقص کی رفتار کم ہونے لگی

○

جسے نہیں ہے ضرورت اُسے میسّر ہے
خبر نہیں ہے نہاں اس میں کیسی حکمت ہے
یہ جس کے دل پہ بھی اُترے اسے غنی کر دے
کسی کسی پہ مگر مہرباں محبت ہے

○

جگنوؤں کے دیس سے پیغام آتے ہیں مجھے
اپنے من کی روشنی کو عام کرتے جایئے
باہمی احساس میں پنہاں ہے جو اک لطفِ خاص
اس کی خوشبو زندگی کے نام کرتے جایئے

○

جن کے اُجلے آئینوں میں تھیں منور صورتیں
بے یقیں ماحول میں اندھی وہی آنکھیں ہوئیں
کیسے کیسے خوبصورت خواب ان آنکھوں میں تھے
کیسے خوابوں کی صباحت سے تہی آنکھیں ہوئیں

○

جو پھول ہم نے اُگائے ہیں ان کی خوشبو سے
خدا کرے کہ مہکتی رہے چمن کی فضا
کسی بھی طور خزاں کا گزر نہ ہو اس میں
ہر ایک پھول کے لب پر سجی رہے یہ دعا

○

جو جا چکا ہے اس کے حوالے نہ دے مجھے
جو آ چکا ہے اس سے مجھے ہم کلام کر
آنکھوں میں ایک عرصہ سے اُترا نہیں ہے خواب
جو میرے واسطے ہے اسے میرے نام کر

○

جو خوش خیال میرے سخن کی اساس تھا
اس خوش خیال نے ہی مجھے بے ہنر کیا
رسمی سی راہ و رسم بھی باقی نہیں رہی
یک طرفہ فیصلے نے یوں زیر و زبر کیا

○

جو دل کی بات ہے اس بات کو دل میں ہی رہنے دیں
بدلتے موسموں کے ذائقوں پر گفتگو کر لیں
سلیقہ سیکھ لیں اس درد کو محسوس کرنے کا
جدا ہونے سے پہلے آؤ آنکھیں با وضو کر لیں

○

جو عارض پر ٹھہر جائیں تو اک کردار ہیں آنسو
اگر مٹی میں مل جائیں تو پھر بے کار ہیں آنسو
کہانی آنسوؤں کی آنسوؤں سے لکھی جاتی ہے
کہیں اقرار ہیں آنسو ، کہیں انکار ہیں آنسو

○

جو کچھ کہا گیا تھا بالآخر وہی ہوا
یوں آگہی کا درد دوبارہ سہا گیا
اُتری خزاں کی دُھوپ یوں فصل بہار میں
نغمہ خوشی کا صورتِ نوحہ لکھا گیا

○

جو ناروا نہیں تھا وہی ناروا ہوا
اِک لفظ گفتگو کے بہاؤ میں بہہ گیا
لہجوں نے رفتہ رفتہ ردا چپ کی اوڑھ لی
آنکھوں میں انتظار سزا بن کے رہ گیا

○

جواب جس کا نہیں ایسا اک سوال ہو تم
مرے خیال سے بڑھ کر کوئی خیال ہو تم
تمہارے رخ کی ضیا سے یہ پھول مہکے ہیں
کلی کلی کی زباں پر ہے بے مثال ہو تم

○

جینا سکھا دیا ہمیں مرنا سکھا دیا
اک مہرباں نے حد سے گزرنا سکھا دیا
رکھا ہمیں سنبھال کر آنکھوں کی جھیل میں
یوں گہرے پانیوں میں اُترنا سکھا دیا

○

چلو ہم لوٹ جاتے ہیں سفر معکوس کرتے ہیں
پرانی اجنبی پوشاک کو ملبوس کرتے ہیں
ہمارے درمیاں جو کچھ بھی تھا ہم اس تعلق کو
حقیقت سے تہی اِک خواب سا محسوس کرتے ہیں

○

چھپ کے بیٹھے ہیں اس جہان سے ہم
یہ الگ بات اس جہان میں ہیں
جانتے ہیں مزاجِ شام و سحر
ہر گھڑی ایک امتحان میں ہیں

○

چہرے میں نارسائی کی زردی گھلی ہوئی
پلکوں پہ ہے رُکا ہوا اِک اَن کہی کا دکھ
اِک آئینے میں درد کی تجسیم ہو گئی
یوں عکس میں اُتارا گیا ہے کسی کا دیکھ

○

چھوٹی چھوٹی رنجشیں مانا اذیت ناک ہیں
ہے بجا لیکن ضروری ہیں محبت کے لیے
باہمی احساس کو ملتی ہے ان سے زندگی
دل پلٹ آتے ہیں واپس اس ضرورت کے لیے

○

حاصل تھا جو مجھے وہ اب حاصل نہیں رہا
وہ مجھ کو مجھ سے لے گیا حسنِ ادا کے ساتھ
کیسی عجیب بات ہے اس دل کے فیصلے
مشروط ہو گئے ہیں کسی کی رضا کے ساتھ

○

حالتِ دل اس نے رکھ دی میرے آگے اور پھر
چپکے چپکے میرے دل کی دھڑکنیں سننے لگا
اس کی آنکھوں میں شکستہ خواب کی تھیں کرچیاں
میری نظروں سے وہ بچ کر کرچیاں چننے لگا

○

حصارِ ذات سے باہر نکل کے دیکھ لیا
حصارِ ذات سے باہر بھی ہیں حصار بہت
کہیں بھی مل نہ سکا اطمینان کا اک پل
اگرچہ راہ میں تھے پیڑ سایہ دار بہت

○

حصار کھینچتا جاتا ہے ہر حصار کے بعد
وہ بے یقین سا لگتا ہے اعتبار کے بعد
اسے خبر ہی نہیں ہے وہ لذتیں کیا ہیں
وہ جانتا ہی نہیں کیا ہے انتظار کے بعد

○

حصولِ لذتِ فصلِ بہار ممکن کر
خزاں کو صحنِ چمن سے نکل بھی جانے دے
بجا ہے تم کو بہت اختیار حاصل ہیں
بکھرنے والوں کو تھوڑا سنبھل بھی جانے دے

○

حیات لاکھ گریزاں ہو اس کے آنے پر
نئے سرے سے مجھے ملنے جلنے لگتی ہے
کچھ ایسے شہد ٹپکتا ہے اس کے ہونٹوں سے
مٹھاس لہجے کی لفظوں میں گھلنے لگتی ہے

○

حیران ہوں ، اس سوچ میں گم ہوں کہ محبت
ہو سکتی ہے کیا لطف و عنایت سے تہی بھی
بے وجہ بھی ہو سکتا ہے کیا کوئی گریزاں
ہو سکتے ہیں دل حسنِ رفاقت سے تہی بھی

○

خاموش دیکھ کر مجھے سنسان رات میں
سرما کا چاند تا بہ سحر بولتا رہا
اک یاد آکے بیٹھی رہی میرے روبرو
اک درد میرے دل میں کسک گھولتا رہا

○

خاموشی سے پیار ہوا ہے
تنہا جینا سیکھ رہا ہوں
من کے اندر پیاس اُگی ہے
آنسو پینا سیکھ رہا ہوں

○

خدا تجھے وہ سہولت عطا کرے جس میں
گئے دنوں کی ہو خوشبو نئے دنوں کا شعور
یہ بھاگ دوڑ سلامت رہے مگر اس میں
گھلی ہوئی ہو فراغت رچا ہوا ہو سرور

○

خدا جانے اسے کیا ہو گیا ہے
بہت ذو معنی باتیں کر رہا ہے
یقیں کو بے یقینی میں بدل کر
انوکھی وارداتیں کر رہا ہے

○

خزاں رت میں بھی وہ مثلِ گلِ تازہ شگفتہ ہے
وہ جس کے لطف نے مجھ کو چمن آرائی بخشی ہے
وہی میرے لیے رنگوں کا خوشبو کا حوالہ ہے
اسی نے ہی مرے الفاظ کو زیبائی بخشی ہے

○

خنکی بڑھی تو حدتیں بیدار ہو گئیں
یخ بستگی سے بر سرِ پیکار ہو گئیں
بارش میں بھیگتے ہوئے پیکر کا کچھ نہ پوچھ
نظریں اٹھیں تو پیرہن کے پار ہو گئیں

○

تھا کسی بیدادگر کی طرح داری کا کمال
زرد رت میں بھی رہا زندہ مرا ذوقِ جمال
درد کی لے جب کبھی حد سے فزوں ہونے لگی
ہو گیا ہوں اس کی یادوں سے لپٹ کر میں نہال

○

جنوں کی بخشی ہوئی ہیں جنوں سلامت ہے
سجی ہوئی ہیں جو پاؤں میں اتنی زنجیریں
حیات کیسے گزاری ہے نقش ہے سب کچھ
ہیں موج ریگ کی صورت بدن کی تحریریں

○

جو ناروا نہیں تھا وہی ناروا ہوا
اک لفظ گفتگو کے بہاؤ میں بہہ گیا
لہجوں نے رفتہ رفتہ ردا چپ کی اوڑھ لی
آنکھوں میں انتظار سزا بن کے رہ گیا

○

بے سبب اک تیز رفتاری ہے ہر سو بھیڑ ہے
جانے کس منزل کی جانب بھاگتے جاتے ہیں لوگ
کوئی بھی چہرہ نہیں ایسا کہ جو شاداب ہو
دیکھیے اندھے سفر سے فیض کیا پاتے ہیں لوگ

○

تیرا خیالِ جاں فزا گو ساتھ ہے مگر
در پیش جو سفر ہے سفر مختصر نہیں
اٹھنے سے پہلے رکنے لگے ہیں مرے قدم
جس راستے پہ ہوں وہ تری رہگزر نہیں

○

سرِ بساطِ جہاں اک عجب تماشہ ہے
خوشی کی ساعتِ لرزاں ہے نوحہ خوانی ہے
کبھی ہے صبحِ درخشاں کبھی اندھیرا ہے
خبر نہیں ہے یہاں کس کی حکمرانی ہے

○

وہ آ تو جائے گا لیکن ملن ر ت
جسے اب لوٹ کر آنا نہیں ہے
اسے سو بار سمجھایا تھا میں نے
بتائے بن کہیں جانا نہیں ہے

○

اس نے اوڑھی ہے بصد شوق سیہ رات اسے
کون سمجھائے کہ اس رات کے باہر کیا ہے
وہ کہ اک عمر سے قیدی ہے اسی زنداں میں
جان پائے گا کہاں ذات سے باہر کیا ہے

○

آ گیا ہوں میں خوشبوئیں لے کر
تم بھی تھوڑا سا اہتمام کرو
آج دکھ کو کڑی سزا دیں گے
مسکرانے کا انتظام کرو

○

آئینے کو آئینے کے روبرو لے آئیے
عکس کو خود عکس کی پہچان کرنے دیجیے
لازمی ہے کم نگاہی سے ہو قدرے اجتناب
روشنی کچھ زندگی کو دان کرنے دیجیے

○

بھیگی پلکوں پر ہے کچھ لکھا ہوا
اس کو پڑھ اس پر گزر اوقات کر
چپ کو معنی خیز کرنا ہے اگر
چپ سے پہلے سامنے آ، بات کر

○

بے بسی لا حاصلی کا روپ ہے
جستجو اک تشنگی کا نام ہے
زندگی ہے ایک دشتِ بے کنار
آرزو بے چہرگی کا نام ہے

○

پھولوں کے ساتھ ساتھ رہا وہ بھی میرے ساتھ
گویا دو آتشہ رہا احساس کا سفر
ہوگا وہ گل بدست کسی روز ملتفت
آنکھوں میں اس کی زندہ ہے اک آس کا سفر

○

جن راستوں پہ چل کے وہ آیا تھا خوش خرام
ان راستوں پہ خوشبوئیں رقصاں ہیں آج بھی
نقشِ قدم کو چومنے آتی ہے چاندنی
یادیں مثالِ شمعِ فروزاں ہیں آج بھی

○

چاندنی رات ہے پھر جاگ اٹھی ہیں یادیں
آنکھ بھیگے ہوئے اک پل کی تمنائی ہے
کاش پھر ٹوٹے کسی شوخ کے ہونٹوں کا سکوت
زندگی ساز کے تاروں میں سمٹ آئی ہے

○

دائرے کی قوس جب ہوتی ہے رنگوں کی اسیر
خوش نما تصویر بن جاتی ہے زیرِ آسماں
دستکیں دیتی ہیں یادیں ٹوٹ جاتا ہے سکوت
قصہ گو کے لب پہ آ جاتی ہے بھولی داستاں

○

درِ خستہ یہ دستک کس نے دی ہے
یہ کون آیا ہے تنہائی سے ملنے
اسے کہہ دو کہ واپس لوٹ جائے
خزاں رت میں نہیں یہ زخم سلنے

○

دھند چھانے لگی ہے سوچوں پر
یوں ادھورا کلام مت کیجیے
روشنی مسکرا رہی ہے کہیں
صبحِ روشن کو شام مت کیجیے

○

رات کی رانی کی خوشبو دے رہی ہے دستکیں
پل رہے ہیں رفتہ رفتہ خواب میری آنکھ میں
میں محبت بانٹتے احساس کا پروردہ ہوں
ہیچ ہیں یہ مندر و محراب میری آنکھ میں

○

تو کہ محروم ہے اس دولتِ بے پایاں سے
تجھ کو بھی تیرا خدا کاش یہ نعمت بخشے
تو نے اک ہجر گزیدہ کا اڑایا ہے مذاق
جا تجھے تیرا خدا ہجر کی لذت بخشے

○

زندگی مسکرا رہی ہے ابھی
یہ خزاں رت گزرنے والی ہے
سن رہا ہوں صدائے سبز و گل
رہگزر پھر سنورنے والی ہے

○

سلگ رہے ہیں ابھی گیلی لکڑیوں کی طرح
ہمارے جلنے کی نوبت ابھی نہیں آئی
ہمیں دھوئیں میں ہی رہنا ہے ایک مدت تک
چراغ بننے کی نوبت ابھی نہیں آئی

○

طلب گاری کی آنکھوں سے عیاں ہے
شبِ فرقت کے لمحوں کی اذیت
مگر دل ہے کہ پھر بھی مطمئن ہے
خدا معلوم کیا شے ہے محبت

○

کوئی بھی اعتبار کے قابل نہیں تو پھر
ہر شخص کس لیے ہے وفا کی تلاش میں
سچ یہ ہے سب ہی ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہم نوا
ہر چپ کی بے کلی ہے صدا کی تلاش میں

○

ہمارے سامنے گو آئینہ ہے
مگر مدت سے دھندلایا ہوا ہے
عجب اک خود فریبی ہے کہ جس نے
ہمیں رستے سے بھٹکایا ہوا ہے

○

اس کی نگاہِ لطف سے یہ معجزہ ہوا
ہر سو متاعِ روشنی تقسیم ہوگئی
اتری بدن کی خاک میں خوشبوئے التفات
خواب آفریں خیال کی تجسیم ہوگئی

○

میں اپنی خوش خیالی لکھ رہا ہوں ایک مدّت سے
یقیناً یہ مری معجز بیانی رنگ لائے گی
کوئی لکھے گا جب میری کہانی تو اسے برسوں
مرے لفظوں کی پوروں سے مری بو باس آئے گی